OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
mei.aiou.edu.pk
iri.aiou.edu.pk

حیات اجتماعی کی مشکلات کے حل میں سدّ الذرائع کی اہمیت وافادیت

(The Significance of *Ṣadd e Zaraie* (the acts that patronize sins) as a remedial measure for the collective problems of a Society)

***ضیاء الرحمٰن**
ٹیچنگ اسسٹنٹ، باچا خان یونیورسٹی، چارسدہ
****ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ**
اسسٹنٹ پروفیسر، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

ABSTRACT

Islam is a complete code of life. Comprehensively it guides the humanity not only about lawful and the unlawful acts, but also provides a set of instructions related to the behaviours and actions that advocate sins or pave the way towards evil and indecency.

Islamic jurisprudence includes a branch called *'Ṣadd e Zaraie'* that deals with the rulings about those acts which patronize sins. The jurisdictions are authenticated with the references of the Holy Qur'ān and Ḥadith. Moreover, they are supported by various opinions of the jurists.

This research paper primarily presents the significance of *'Ṣadd e Zaraie'* (the Islamic ruling about the acts that patronize sins), its authenticity and the methodology to derive such rulings. Subsequently, the article gives details and arguments how these rulings are an effective measure in dealing with contemporary collective problems in our society.

Keywords: Jurists, *Ṣadd-e-Zaraie, Ijma', Qiyās.*

تمہید

اسلام کامل دین ہے جس کا باضابطہ اعلان حضرت محمد ﷺ کی مبارک زبان سے اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقع پر کرایا، جیساکہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ﴾[1]

(آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کر لیا)۔

بالفاظِ دیگر اس بات کا اعلان کیا گیا کہ آج کے بعد دین اسلام میں کسی قسم کی کوئی کمی اور عیب باقی نہیں رہا بلکہ قیامت تک درپیش مسائل کے حل کے لیے اصول موجود ہیں۔ شرط یہ ہے کہ تدبر و تفکر سے قرآن وسنت کا مطالعہ کیا جائے۔ اسی بصیرت و گہرائی کے ذریعے فقہاء نے چند قواعد وضوابط مقرر کیے ہیں جسے اصطلاح میں اصول فقہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ قواعد فقہیہ میں سے ایک اہم قاعدہ "سدالذرائع" کا ہے۔ اور اس سے فقہ اسلامی کے غیر منصوص ادلّہ میں ثانوی ماخذ کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے، جس کی تائید قرآن وسنت اور آئمہ وفقہاء کے اقوال وآثار

سے ہوتی ہے، چنانچہ اس مقالہ میں پہلے سدالذرائع کی تعریف، حجیت اور مصدری نوعیت پر بحث کی جائے گیااور آخر میں نتیجہ پیش کیاجائے گا۔

سدالذرائع کے لغوی واصطلاحی مفاہیم

سدّالذرائع دوالفاظ کامرکب ہے لہٰذا پہلے حدّاضافی کے تحت ان دونوں الفاظ ''سد'' اور ''ذرائع'' کی توضیح کی جائے گی۔

لغوی مفہوم

عربی میں لفظ ''سد'' کا مطلب ہے روکنا،اس کے علاوہ یہ رکاوٹ، آڑاور بند کرنے کا مفہوم دیتا ہے۔[۲]

اور ''ذرائع'' ذریعہ کی جمع ہے۔لغت میں اس کے معنی ''وسیلہ'' کے ہیں، جس سے کسی چیز تک پہنچاجاسکتاہے۔[۳]

''الذريعة : الوسيلة۔ وقد تذرّع فلان بذريعة اى توسل، والجمع الذرائع يقال تذرع فلان بذريعة أي توسل''۔[۴]

(لغت میں ذریعہ وسیلہ کو کہتے ہیں۔ جس کی جمع ذرائع ہے۔ کہا جاتا ہے جب کوئی شخص کسی وسیلے سے کوئی کام کرے)

اصطلاحی مفہوم

''الزريعة بمعناها العام هي: الوسيلة التي تكون طريقاً إلى الشي''[۵]

(ذریعہ کا عمومی معنی یہ ہے ایک ایساوسیلہ جو کسی شئ کے حصول کاذریعہ ہو)

فقہ کی اصطلاح میں سے ''سدالذرائع'' سے مراد ایسے جائز امور کو منع کرنا، جو ناجائز کی طرف لے جانے والے ہوں۔[6]

سدّذرائع کی فقہی تعریف وحدود

سدزائع کی تعریف کے سلسلے میں ذیل میں علماءاور فقہاء کے اقوال بیان کیے جاتے ہیں:

۱۔علامہ الباجی اندلسی مالکی (متوفی ۴۷۴ھ) سدذرائع کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''المسألة التي ظاهرها الإباحة ويتوصل بها إلى فعل المحظور''[۷]

(یعنی وہ مسئلہ جو بذات خود تو مباح ہو لیکن وہ ایک ممنوع کام کی طرف لے جائے)

۲۔علامہ ابن رشد (متوفی ۵۲۰ھ) فرماتے ہیں:

''هي الأشياء التي ظاهرها الإباحة ويتوصل بها إلى فعل المحظور''[۸]

(سدذرائع وہ اشیاء ہیں جو بظاہر مباح ہوں لیکن ایک ایسے کام کی طرف لے جائیں جو ناجائز ہے)

۳۔مالکیہ ہی کے معروف عالم دین علامہ ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) سدذرائع کو یوں بیان کرتے ہیں:

''هي كل عمل ظاهره الجواز يتوصل به إلى محظور''[۹]

(وہ کام جو ظاہری طور پر جائز ہو، لیکن ناجائز کا سبب بنے)

۴۔ حنابلہ کے ممتاز عالم دین علامہ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

"الذريعة: الفعل الذي ظاهره أنه مباح وهو وسيلة إلى فعل المحرم"[۱۰]

(ممنوع ذریعہ سے مراد وہ ذریعہ ہے جو بظاہر مباح ہو لیکن حرام کا وسیلہ بنے)

۵۔ الموافقات میں علامہ الشاطبیؒ (متوفی ۷۹۰ھ) بیان کرتے ہیں:

"هي التوسل بما هو مصلحة إلى مفسدة"[۱۱]

(جو خود ٹھیک ہو لیکن فساد کا موجب بنے)

۶۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان، الوجیز فی اصول الفقہ میں لکھتے ہیں:

"الذرائع: هی الوسائل، والذريعة: هی الوسيلة والطريق إلى الشيئ، سواء أكان هذا الشيئ مفسدة أو مصلحة، قولاً أو فعلاً۔ ولكن غلب اطلاق اسم "الذرائع" على الوسائل المفضية إلى المفاسد، فأذا قيل: هذا من باب سد الذرائع، فمعنى ذلك: أنه من باب منع الوسائل المؤدية إلى المفاسد"[۱۲]

(ذرائع کے معنی وسائل کے ہیں، ذریعہ: کسی چیز تک پہنچنے کے لئے وسیلہ یا راستہ ذریعہ کہلاتا ہے۔ خواہ وہ چیز اچھی ہو یا بری قولا ہو یا فعلا ہو۔ لیکن زیادہ تر اس کا اطلاق ان ذرائع پر ہوتا ہے جو مفاسد تک لے جانے والے ہوں۔ چنانچہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شئ سد الذرائع کے قبیل سے ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا تعلق ان وسائل کو روکنے سے ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہیں)

۷۔ اسی طرح عالم عرب کی مشہور شخصیت ڈاکٹر وھبۃ الزہیلی، لکھتے ہیں:

"الذريعة فی اللغة، هی الوسيلة التی يتوصل بها إلى الشيئ"[۱۳]

(ذریعہ اس وسیلہ کو کہتے ہیں جس کی بدولت کسی چیز تک رسائی حاصل کی جا سکے)

اور اصولیین کے مطابق تعریف یہ ہے:

"و سد الذرائع معناه عند الأصوليين: هو منع كل ما يتوصل بها الى الشيئ الممنوع المشتمل على مفسدة او مضرة"[۱۴]

(ذریعہ اس چیز کو کہیں گے جس کے ذریعے ہر اس ممنوع چیز تک پہنچا جائے جو کسی خرابی یا نقصان پر مشتمل ہو)

یعنی لغوی اعتبار سے تو ذریعہ مطلقاً موصل الی الشی کے لیے استعمال ہوتا ہے مگر فقہاء اور اصولیین کے نزدیک ممنوع چیز کے وسیلہ یا راستہ کو ذریعہ کہا جاتا ہے۔ اب سد ذرائع کے معنی یہ ہوئے کہ وہ وسائل جو موصل الی الشی حرام ہوں ان سے روکنا یا ان کا راستہ بند کرنا۔ مزید توضیح کرتے ہوئے ڈاکٹر وھبۃ الزہیلی لکھتے ہیں:

''فتكون وسيلة الحرم محرمة، كما ان وسيلة الواجب واجبة۔ فالفاحشة حرام و النظر الى عورة الاجنبية حرام لادئها إلى الفاحشة، كما أن الحج فرض، والسعى إلى البيت الحرام و اماكن المناسك فرض لأجله، لان الشارع اذا كلف العباد امراً، فكل ما يتعين وسيلة له مطلوب بطلبه، واذا نهى الناس عن امر، فكل ما يودى الى الوقوع فيه حرام ايضاً''[15]

(حرام کا وسیلہ حرام اور واجب کا وسیلہ واجب ہوگا۔ مثلاً اجنبی عورت کے ممنوع اعضائے جسم کو دیکھنا حرام ہے کیونکہ اس کا انجام فاحشہ ہو سکتا ہے۔ حج فرض ہے اور اس کی فرضیت کی بناپر بیت اللہ اور مناسک کے مقامات تک جانا فرض ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ شارع نے ہمیں اوامر بجالانے اور منہیات سے اجتناب کا امر فرمایا ہے، تو ہر وہ چیز جو امتثال امر تک لے جائے اس کے وسیلہ کا اختیار کرنا واجب ہوگا اور جو چیز حرام منہی عنہ تک لے جائے اس ذریعہ اور وسیلہ کا ترک لازم ہوگا)۔

مذکورہ بالا تمام تعریفات کا مقصد ایک ہی ہے یعنی ہر وہ کام جو فی نفسہ جائز ہو لیکن وہ حرام کی طرف لے جانے والا ہو، وہ سد ذرائع کے زمرے میں آئے گا۔

ذرائع کی اقسام

سدّ ذرائع کی مزید توضیح سے قبل ذرائع کی اقسام کا جاننا ضروری ہے۔ اختصار کے ساتھ کہا جائے تو ذرائع کی مندرجہ ذیل چار قسمیں ہیں:

۱۔ پہلی قسم کے وہ ذرائع ہیں جن کے نتیجے میں فساد یقینی ہو۔ ایسے ذرائع ممنوع اور حرام ہیں، جیسے گھر کے دروازے کے سامنے اندھیرے راستے میں گڑھا کھودنا کہ اس میں گرنا یقینی ہے۔

۲۔ دوسری قسم کے وہ ذرائع ہیں جن سے فساد بہت شاذ ہو تو ان کا کرنا ممنوع نہیں ہے، جیسے انگور کاشت کرنا کہ اس سے شراب کی تیاری میں اسی متعین انگور کا استعمال شاذ و نادر ہی ہے۔

۳۔ تیسری قسم کے وہ ذرائع ہیں جن سے فساد کا پیدا ہونا ظنِ غالب ہو تو ان کا کرنا ممنوع ہے، جیسے جنگ کے وقت دشمن کو اسلحہ فروخت کرنا اور شراب بنانے والے کو انگور فروخت کرنا۔

۴۔ چوتھی قسم کے وہ ذرائع ہیں جن سے فساد کا پیدا ہونا اکثر و بیشتر پیش آتا ہو البتہ ظن غالب نہ ہو، جیسے خرید و فروخت کے وہ طریقے جو سود کی طرف لے جاتے ہوں۔

امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ جائز ہے، کیونکہ اعتبار ظنِ غالب کا ہوتا ہے اور یہاں فساد کا وجود ظنِ غالب نہیں ہے۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ نے اکثر کا اعتبار کرتے ہوئے ممنوع قرار دیا ہے۔ اسی قسم سے ملتی جلتی تقسیم امام قرافیؒ نے الفروق میں ذکر کی ہے۔[۱۶]

اس کے علاوہ ایک اور تقسیم کی طرف علامہ المقري (متوفی ۶۸۴ھ) نے اشارہ کیا ہے جو دراصل امام قرافی ہی کی تقسیم کی توضیح ہے۔ وہ تین اقسام بیان فرماتے ہیں:

1۔ ذرائع قریبہ: جن کا کوئی معارض نہ ہو۔ یہ بالاتفاق حرام ہوں گے۔

2۔ ذرائع بعیدہ: بالاتفاق حرام نہ ہوں گے۔

3۔ وہ ذرائع جو ان دونوں (ذرائع قریبہ اور بعیدہ) کے درمیان ہوں۔ محل اختلاف یہ ذرائع ہیں۔ یعنی محل اختلاف واتفاق علامہ المقری کے مطابق ذرائع کا قرب اور بعد ہے۔[۱۷]

اسباب میں قرب اور بعد کا مذکورہ فرق بتانا اس لیے ضروری ہے کہ اگر علی الاطلاق اس پر پابندی لگائی جائے تو زندگی دشوار اور عمل میں تنگی پیش آئے گی جو شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ﴾[۱۸]

(اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں)

ایسی صورت حال میں ان اسباب وذرائع کی رعایت کس حد تک رکھی جائے گی؟ اس سلسلے میں علامہ ابن قیمؒ کی یہ رائے قابل توجہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"لما كانت المقاصد لا يتوصل إليها إلا بأسباب وطرق تفضى إليها كانت طرقها وأسبابها تابعة لها معتبرة بها فوسائل المحرمات والمعاصي في كراهتها والمنع منا بحسب إفضائها إلى غاياتها وارتباطاتها بها"[۱۹]

(اگر مقاصد ایسے ہوں جن تک صرف اسباب وذرائع سے رسائی ہوتی ہو اور وہ ان مقاصد تک پہنچاتے ہوں تو ان مقاصد تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ان کے تابع ہوں گے اور وہ ان کے سبب سے معتبر ہوں گے۔ حرام چیزوں اور معاصی تک پہنچانے والے وسائل مکروہ یا ممنوع ہوں گے کیونکہ وہ اس حرام مقصد تک لے جاتے ہیں اور اس مقصد کے ساتھ مربوط ہیں)۔

مندرجہ بالا حوالہ سے درج ذیل دو باتیں واضح طور پر سامنے آئیں:

اوّل: اسباب اور ذرائع مقاصد کے تابع ہیں۔ جس درجہ کا وہ مقصد ہوگا، اسباب اور ذرائع پر حکم بھی اس درجہ کا لگے گا۔

دوم: حرام چیزوں اور معاصی تک پہنچانے والے اسباب اور ذرائع ممنوع ہوں گے، کیونکہ وہ حرام مقصد تک لے جاتے ہیں۔

سدالذرائع کا فلسفہ وافادیت

سد ذرائع کا فلسفہ یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عموماً کوئی فعل خود مباح یا مستحب ہوتا ہے مگر وہ کسی اور مفسدہ کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے حرام قرار دے دیا جاتا ہے۔ سد ذرائع کو شرعی احکام کا چوتھائی حصہ کہا گیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ:

"سدالذرائع کا باب شرائع کا ایک چوتھائی حصہ ہے"[20]

اس لیے کہ شریعت نے امر کیا ہے اور نہی بھی کی ہے۔ جس فعل سے نہی کی ہے، وہ فعل یا تو خود مفسدہ ہوتا ہے یا مفسدہ کا ذریعہ ہوتا ہے، یعنی نہی یا تو کسی چیز سے بذاتہ نہی ہوگی، یا اس کی طرف لیجانے والے کے ذریعے سے نفی ہوگی۔ اس دوسری قسم کو سدالذرائع کہتے ہیں، چنانچہ علامہ ابن قیمؒ سدالذرائع کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فَإِذَا حَرَّمَ الرَّبُّ تَعَالَى شَيْئًا وَلَهُ طُرُقٌ وَوَسَائِلُ تُفْضِي إِلَيْهِ فَإِنَّهُ يُحَرِّمُهَا وَيَمْنَعُ مِنْهَا، تَحْقِيقًا لِتَحْرِيمِهِ، وَتَثْبِيتًا لَهُ، وَمَنْعًا أَنْ يُقْرَبَ حِمَاهُ، وَلَوْ أَبَاحَ الْوَسَائِلَ وَالذَّرَائِعَ الْمُفْضِيَةَ إِلَيْهِ لَكَانَ ذَلِكَ نَقْضًا لِلتَّحْرِيمِ، وَإِغْرَاءً لِلنُّفُوسِ بِهِ، وَحِكْمَتُهُ تَعَالَى وَعِلْمُهُ يَأْبَى ذَلِكَ كُلَّ الْإِبَاءِ"[21]

(اگر معاصی اور محرمات سے اللہ تعالیٰ روک دیتا اور ان ذرائع پر روک نہ لگاتا تو اس کا صاف مطلب یہ ہوتا کہ ایک طرف معاصی سے تو روکا گیا لیکن دوسری طرف معاصی پر آمادہ کرنے والی چیزوں کو بحال رکھا اور ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے بار بار معاصی کا ارتکاب ہوتا، جو اللہ تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ اور اس کے ہمہ گیر علم کے سراسر منافی تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اصل کو حرام قرار دینے کے ساتھ اس کے ذرائع کو بھی حرام کر دیا)

شیخ صالح بن عوّاد بن صالح المغامسي سورۃالنور کے تحت "اھمیۃ سدّ ذرائع" کا عنوان لاتے ہیں جس میں زنا کے احکام میں سدّ ذرائع کا استعمال بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ زنا کے ساتھ ساتھ اس کے طرق بھی ممنوع ہوں گے۔ اس کی مثال مرد وزن کا باہمی اختلاط اور اجنبیہ کو دیکھنا بھی ہے، لہٰذا یہ دونوں معاملات بھی زنا ہی

کے تحت حرام ہوں گے۔ یہاں ایک بات کا جاننا اشد ضروری ہے کہ سدّ ذرائع مطلقاً حرام نہیں بلکہ اس کے لیے بھی شرعی حدود و قیود کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے:

والزنا له طرائق، وأسباب تؤدي له، ومن أعظمها: كثرة رؤية الرجل للمرأة، وكثرة مخالطة المرأة للرجال. وسدّ الذرائع أمر مقرر شرعاً، ولكن بقدر، فلا يفتح باب سدّ الذرائع على إطلاقه، ولا يغلق أبداً، ولكن الأمور تختلف من بيئة إلى بيئة، ومن مكان إلى مكان، وتقيد بقيود الشرع"[۲۲]

(زنا کے بہت سے راستے اور اسباب ہیں ان میں سے سب سے بڑا سبب مرد کا عورتوں کو زیادہ دیکھنا اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ زیادہ میل جول ہے۔ سدّ ذرائع شریعت کی طرف سے مقرر کردہ معاملہ ہے جس کی مطلقاً اجازت نہیں دی گئی اور نہ ہی اس کو بالکل بند کر دیا گیا ہے بلکہ شرعی قوانین کے تحت اس کی حد بندی کی گئی ہے)

علامہ وہبۃ الزحیلیؒ سدّ ذرائع کے بارے میں ایک مثال کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خضر اور موسیٰ علیہم السلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں اور بچے کے قتل کو سدّ ذرائع کے لیے بطور مثال پیش کرتے ہیں کہ اس بچے کا قتل اگرچہ بظاہر دیکھنے میں ناجائز ہے لیکن اس کی وجہ سے مستقبل میں اس کے والدین ایک بہت بڑی مصیبت میں پڑنے سے بچ جائیں گے۔ اس لیے کہ مستقبل میں یہ بچہ اپنے والدین کے لئے کفر، ظلم یا معصیت میں پڑ جانے کا سبب بن سکتا ہے اس لیے اس کو قتل کیا گیا۔ وہ فرماتے ہیں:

﴿ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ، فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَاناً وَكُفْراً ﴾أي وأما الولد الغلام الذي قتلته، وكان اسمه شمعون أو حيثور أو حيسون، فإنه كان كافرا، وقد أطلعني الله على مستقبله، وكان أبواه مؤمنين، فخشينا إذا صار كبيرا أن يحملهما حبه على متابعته في الكفر والوقوع في الظلم والعصيان و المنكرات لأن حب الولد غريزة. وهذا من قبيل سدّ الذرائع وفتحها، فإن كل ما كان وسيلة إلى المصلحة فهو مصلحة."[۲۳]

(بہر حال وہ بچہ جس کو خضرؑ نے قتل کیا جس کا نام شمعون، حیثور یا حیسون تھا وہ کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بچے کا مستقبل دکھادیا تھا، اس بچے کے ماں باپ ایمان والے ہیں اور مجھے ڈر تھا کے جب یہ بڑا ہو تو اس کی محبت والدین کو کفر پر مجبور نہ کردے، یا ان کو ظلم، گناہوں اور منکرات میں مبتلا نہ کردے اس لیے کہ

اولاد کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے،اور(بچے کو بڑا ہونے سے قبل ہی قتل کر دینا) یہ سدّ ذرائع ہی کی ایک قسم ہے اس لیے کے ہر وہ عمل جو مصلحت کے لیے وسیلہ ہو وہ خود بھی مصلحت کہلاتی ہے)

سدالذرائع کی حجیت از روئے قرآن وحدیث

سد الذرائع کے قائل قرآن وحدیث سے اسے قابل عمل ہونے پر دلائل دیتے ہیں۔ان میں چند نظائر حسب ذیل ہیں:

ا۔قرآن پاک میں حضور اکرم ﷺ سے گفتگو کرنے کے آداب میں سے ایک کا قرینہ سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

(اے ایمان والوں راعنا نہ کہو انظرنا کہو اور توجہ سے سنو،اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے)

اس آیت کے شان نزول میں امام قرطبیؒ یہ روایت نقل کرتے ہیں:

''حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان نبی کریم ﷺ کو ''راعنا'' کہہ کر مخاطب کرتے تھے یعنی ہماری رعایت فرمائیے۔یہود کی لغت میں یہ لفظ بددعا کے لئے آتا تھا اور اس کا معنیٰ تھا: سنو تمہاری بات نہ سنی جائے۔انہوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور کہنے لگے کہ پہلے ہم ان کو تنہائی میں بددعا دیتے تھے اور اب لوگوں کے درمیان بددعا دینے کا موقعہ ہاتھ آگیا۔تو وہ نبی کریم ﷺ کو ''راعنا'' کہتے تھے اور آپس میں ہنستے تھے،حضرت سعد بن معاذؓ کو لغتِ یہود کا علم تھا۔انہوں نے جب یہ سنا تو اُن سے کہا: تم پر اللہ کی لعنت ہو۔اگر میں نے آئندہ تم کو نبی کریم ﷺ سے یہ لفظ کہتے ہوئے سنا تو میں تمہاری گردن اُڑادوں گا۔یہود نے کہا: کیا تم لوگ یہ نہیں کہتے؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں سے کہا گیا (جب کوئی بات سمجھ نہ آئے) تم ''راعنا'' نہ کہو بلکہ ''انظرنا'' (ہم پر شفقت ورحمت فرمایئے) کہو تاکہ یہود کہ یہ موقعہ نہ ملے کہ وہ صحیح لفظ کو غلط معنی میں استعمال کریں اور پہلے ہی نبی کریم ﷺ کی بات بغور سنو تاکہ یہ نوبت نہ آئے''[24]

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر وھبۃ الذہیلی الوجیز میں لکھتے ہیں:

''لفظ راعنا یہودیوں کی زبان میں ایک گالی تھی یا رعونت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔مسلمان ہر گز اس معنی میں بارگاہ رسول ﷺ میں استعمال نہیں کرتے تھے۔مگر چونکہ یہودیوں کی

زبان میں یہ ایک نامناسب لفظ تھا، اس لیے مسلمانوں کو بھی اس کے استعمال سے منع کر دیا گیا یہ سد الزرائع کی مثال ہے"[۲۵]

اس آیت کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدیؒ تبیان القرآن میں رقم طراز ہیں:

"اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کسی صحیح کام سے کسی بڑی برائی کا راستہ نکلتا ہو تو اس بڑی برائی کے سدّ باب کے لیے اس صحیح کام کو بھی ترک کر دیا جائے گا"[۲۶]

صاحب معارف القرآن، مفتی محمد شفیعؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر اپنے کسی جائز فعل سے دوسروں کو ناجائز کاموں کی گنجائش ملتی معلوم ہو تو یہ جائز فعل بھی اس کے لیے جائز نہیں رہتا۔۔۔ اس کی مثالیں قرآن و سنت میں بہت ہیں۔۔۔ ایسے احکام کو اصول فقہ کی اصطلاح میں سد ذرائع سے تعبیر کیا جاتا ہے، جو سب ہی فقہاء کے نزدیک معتبر ہے، خصوصاً حضرات حنابلہ اس کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔"[۲۷]

۲۔ علامہ قرطبیؒ (متوفی ۶۷۱ھ) سدّ ذرائع کے بارے میں اپنی معروف تفسیر میں ﴿ وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴾ کے ذیل میں ابن عطیہ کی روایت سے سدّ ذرائع کی مثال ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

"إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَمَّا أَرَادَ النَّهْيَ عَنْ أَكْلِ الشَّجَرَةِ نَهَى عَنْهُ بِلَفْظٍ يَقْتَضِي الْأَكْلَ وَمَا يَدْعُو إِلَيْهِ الْعَرَبُ وَهُوَ الْقُرْبُ. قَالَ ابْنُ عَطِيَّةَ: وَهَذَا مِثَالٌ بَيِّنٌ فِي سدّ الذَّرَائِعِ."[۲۸]

(جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس درخت کے کھانے سے منع کرنا چاہا تو اس لفظ سے منع کیا جو کھانے کے ساتھ ساتھ ان اشیاء سے بھی منع کرتا ہے جو کھانے کی طرف لے جا سکتے ہیں اور وہ لفظ قرب کا ہے۔ علامہ ابن عطیہؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "سد ذرائع" کی واضح مثال ہے)

۳۔ یہاں سدّ ذرائع کا حکم جاننا بھی ضروری ہے جس کے بارے میں "التفسیر الوسیط" میں آیت ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ﴾ کے ذیل میں سب و شتم کی ممانعت اور ممانعت کی وجہ بیان کرنے کے بعد لکھا گیا ہے: "وفي الآية دليل على وجوب سدّ الذرائع"[۲۹] (اس آیت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ سدّ ذرائع واجب ہے)

۴۔ سورۃ البقرہ کی آیت ﴿ وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴾ کے ضمن میں بھی سدّ ذرائع کی بحث کا کچھ حصہ موجود ہے۔ جس میں حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، جب آدم علیہ السلام کو درخت کے پاس جانے سے منع کیا گیا تو اس ممانعت کا اصل مقصد اس درخت سے کھانے سے منع کرنا تھا، لیکن

سدّذرائع کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے پاس بھی جانے سے منع فرمادیا گیا۔اس ممانعت میں سدّذرائع کی ایک عمدہ اور واضح دلیل موجود ہے جس کو علامہ قاضی ثناءاللہؒ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

﴿ وَلا تَقْرَبا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونا مِنَ الظّالِمِينَ﴾منع عن قرب الشجرة مبالغة في النهى عن أكله لأن قرب الشيء يورث داعية وميلانا إلى ذلك الشيء ، فيلهيه عما هو مقتضى العقل والشرع فالاقتراف بما هو يقرب إلى المعصية مكروه"[30]

"﴿ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾"(اور اس درخت کے پاس بھی نہ پھٹکنا، اگر ایسا کروگے تو اپنی جانوں کو نقصان دینے والوں میں سے ہوگے)۔اللہ تعالیٰ نے حکم میں قوّت پیدا کرنے کے لیے درخت کے پاس جانے سے منع فرمایا ورنہ مقصود اس کے کھانے سے منع کرنا تھا اور نیز اس لیے منع فرمایا کہ کسی چیز کے پاس جانے سے اس کی طرف خواہش اور رغبت ہوتی ہے اور فرط خواہش میں حکم شرع بھی یاد نہیں رہتا۔اس آیت سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ جو چیز معصیت کے قریب کرنے والی ہو وہ مکروہ ہے"

۵۔ علامہ ابن جزیؒ (متوفی ۷۴۱ھ) آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ کے تحت سدّذرائع کی توضیح ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"واستدل بعضهم بهذه الآية على صحة سدّ الذرائع في الشرع، لأنه أمر باجتناب كثير من الظن، وأخبر أن بعضه إثم باجتناب الأكثر من الإثم احترازا من الوقوع في البعض الذي هو إثم"[31]

(اس آیت سے بعض مفسرین نے استدلال کیا ہے کہ شریعت کی روشنی میں سدّذرائع جائز ہے۔ اس لیے کہ اس آیت میں بہت سے گمانوں سے منع کیا گیا ہے اور اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ ان گمانوں میں سے بعض گمان گناہ ہیں۔اکثر گمانوں سے احتراز کرنے سے بعض ان گمانوں سے بھی حفاظت ہو جائے گی جو گناہ ہیں)۔

۶۔اس باب میں علامہ ابن رجب حنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) ﴿ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلا تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُون ﴾ کی تفسیر میں اس آیت کے معنٰی کی توضیح اور تفسیر میں چند احادیث لاتے ہیں جن سے اس آیت کا مفہوم اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ان ہی میں سے ایک حدیث حضرت سفیان ابن عیینہؒ سے مروی ہے جس میں ارشاد فرمایا :"لا يصيبُ عبد حقيقةَ الإيمانِ حتى يجعلَ بينه وبين الحرامِ

حاجزًا من الحلالِ, وحتى يدعَ الإثمَ وما تشابَهَ منه"- ''انسان اس وقت تک ایمان کی حقیقت کی نہیں پا سکتا جس وقت تک اس کے اور حرام کے درمیان حلال کی رکاوٹ حائل نہ ہو اور جب تک انسان گناہ اور اس کے ساتھ ساتھ گناہ کے شبہ سے بھی کنارہ کشی اختیار نہ کرلے'' مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن رجب اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ويَستدلُّ بهذا الحديثِ مَنْ يذهبُ إلى سدّ الذرائع إلى المحرماتِ وتحريمِ الوسائلِ إليها، ويدُلُّ على ذلكَ أيضًا من قواعدِ الشَّريعة تحريمُ قليلِ ما يُسكر كثيرُه، وتحريمُ الخلوةِ بالأجنبيةِ، وتحريمُ الصَّلاةِ بعدَ الصُّبح و بعدَ العصرِ سدّا لذريعةِ الصَّلاةِ عند طلوع الشمسِ وعندَ غروبِهَا، ومنعُ الصَّائم من المباشرةِ إذا كانت تحرّكُ شهوتَهُ، ومنعُ كثيرٍ من العلماءِ مباشرةَ الحائض فيما بين سرّتِها و رُكبتِهَا إلا مِنْ وراءِ حائلٍ''[۳۲]

(اس حدیث سے ان فقہاء نے بھی استدلال کیا ہے جو سدّ ذرائع کے جواز کی طرف گئے ہیں اور حرام چیزوں کے وسائل کو بھی حرام سمجھتے ہیں۔ شرعی قوانین میں سدّ ذرائع کے اور بھی بہت سے دلائل ہیں جیسے جس چیز کی کثرت نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے۔ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا، طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت بالترتیب فجر اور عصر کی ممانعت، روزہ دار کو روزہ کی حالت میں مباشرت سے روکنا جب اس سے شہوت (کی وجہ سے مجامعت) کا اندیشہ ہو، اور بہت سے علماء کا شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ حالت حیض میں ناف سے لے کر گھٹنے تک بغیر کسی پردہ کے مباشرت سے روکنا وغیرہ)۔

۷۔ علامہ ابن عاشور تونسیؒ (متوفی ۱۳۹۳ھ) جو کہ مالکیہ میں شیخ الاسلام کے لقب سے شہرت رکھتے ہیں، سدّ ذرائع اور اسلامی احکام میں اس کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اکثر اسلامی احکام کا تعلق سدّ ذرائع سے ہی ہے اور یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ وہ صرف برائی کو ہی نہیں بلکہ ان وسائل سے بھی منع کرتا ہے جو برائی کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ اسلام سے قبل جتنی بھی شریعتیں ہیں ان میں سدّ ذرائع موجود نہیں تھا۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:

''فَجَاءَ الْإِسْلَامُ يَحْمِلُ النَّاسَ عَلَى الْخَيْرِ بِطَرِيقَتَيْنِ: طَرِيقَةٍ مُبَاشِرَةٍ، وَطَرِيقَة سدّ الذَّرَائِعِ الْمُوَصِّلَةِ إِلَى الْفَسَادِ، وَغَالِبُ أَحْكَامِ الْإِسْلَامِ مِنْ هَذَا الْقَبِيلِ و فِي حَدِيثِ:إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ''۔[۳۳]

(ما قبل شرائع سے قطع نظر اسلام نے لوگوں کو دو طرح بھلائی کی طرف بلایا، ایک طریقہ تو یہ ہے کہ براہ راست کسی برائی سے روکنا اور (دوسرا طریقہ جو اسلام کی خصوصیت ہے) ان ذرائع سے روکنا ہے جو فساد کی طرف لے جانے والے ہوں، اور اسلامی احکام کی اکثریت اسی قسم سے تعلق رکھتی ہے۔ حدیث انَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے)

اسی کتاب میں آگے چل کر سورۃ الانعام کی آیت ۱۰۸ ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ کی تفسیر میں علامہ ابن عاشور سدّ ذرائع کے متعلق فرماتے ہیں:

''وَقَدِ احْتَجَّ عُلَمَاؤُنَا بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلَى إِثْبَاتِ أَصْلٍ مِنْ أُصُولِ الْفِقْهِ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ، وَهُوَ الْمُلَقَّبُ بِمَسْأَلَةِ سدّ الذَّرَائِعِ. قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ: «مَنَعَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ أَحَدًا أَنْ يَفْعَلَ فِعْلًا جَائِزًا يُؤَدِّي إِلَى مَحْظُورٍ وَلِأَجْلِ هَذَا تَعَلَّقَ عُلَمَاؤُنَا بِهَذِهِ الْآيَةِ فِي سدّ الذَّرَائِعِ وَقَالَ فِي تَفْسِيرِ سُورَةِ الْأَعْرَافِ عِنْدَ قَوْله تَعَالَى: وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ: قَالَ عُلَمَاؤُنَا: هَذِهِ الْآيَةُ أَصل من أصُول إِثْبَات الذّرائع'' [۳۴]

(ہمارے علماء (مالکیہ) نے اس آیت سے امام مالک کے ایک اصول فقہ کے ثبوت پر استدلال کیا ہے جس کو ''مسئلہ سدّ ذرائع'' کہا جاتا ہے۔ ابن العربی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن میں ہر ایک کو ایسے کام سے منع کیا ہے جو از خود جائز ہو لیکن وہ ایک ممنوع امر کی طرف لے جانے والا ہو۔ اسی وجہ سے ہمارے علماء نے اس آیت کو سدّ ذرائع کے ساتھ متعلق کیا ہے۔ اور علماء کا فرمانا ہے کہ آیت ''وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ'' سدذرائع کے اثبات میں اصل الاصول ہے)

۸۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) قرض کے بارے میں آپ ﷺ کے قول جس میں آپ ﷺ قرض سے پناہ مانگتے ہیں، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا قرض سے پناہ مانگنا دراصل سدّ ذرائع ہی کی ایک قسم ہے۔ اس لیے کہ قرض بذات خود کوئی بری چیز نہیں بلکہ قرض دار اس کی وجہ سے اپنے قرض خواہ سے یا تو جھوٹ بولتا ہے یا اس کی رقم واپس کرنے کا کسی مدت کے بارے میں وعدہ بھی کر کے اس وعدے کی خلاف ورزی بھی کرتا نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں:

''يُسْتَفَادُ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ سدّ الذَّرَائِعِ لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ لِأَنَّهُ فِي الْغَالِبِ ذَرِيعَةٌ إِلَى الْكَذِبِ فِي الْحَدِيثِ وَالْخُلْفِ فِي الْوَعْدِ''[۳۵]

(اس حدیث سے سدّ ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے قرض سے اس لیے پناہ مانگی کہ اس کے ذریعے اکثر جھوٹ بولنے یا وعدہ خلافی کی نوبت آجاتی ہے)

۹۔ایک اور جگہ علامہ ابن حجرؒ سدّ ذرائع سے ثابت شدہ حکم رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک سے اخذ کرتے ہیں اور اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ احادیث میں سدّ ذرائع کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن میں سے ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قَوْلُهُ لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ زَادَ النَّسَائِيُّ فِي رِوَايَتِهِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ قَوْلُهُ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا هَذَا أَصْلٌ لِمَالِكٍ فِي سدّ الذَّرَائِعِ فَإِنَّ الْحِكْمَةَ فِي هَذَا النَّهْيِ خَشْيَةُ أَنْ يُعْجِبَ الزَّوْجَ الْوَصْفُ الْمَذْكُورُ فَيُفْضِي ذَلِكَ إِلَى تَطْلِيقِ الْوَاصِفَةِ أَوِ الِافْتِتَانِ بِالْمَوْصُوفَةِ''۔[۳۶]

حدیث نبوی ہے کہ کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ اپنا برہنہ جسم نہ لگائے کہ پھر اپنے شوہر کے سامنے اس عورت کی جسمانی ساخت اس طرح سے بیان کرے کہ گویا وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو، امام مالکؒ کے مسلک پر سدذرائع کے سلسلے میں یہ بنیادی اصول ہے کیونکہ اس ممانعت کی اصل وجہ اور حکمت یہ ہے کہ اس تعریف سے ہو سکتا ہے کہ (شوہر کے دل میں اُس دوسری عورت کی محبت آجائے اور وہ اپنی اس بیوی) جو تعریف کرنے والی ہے کو طلاق دے دے یا اس کے دل میں اس دوسری عورت کا خیال آتا رہے۔

۱۰۔احادیث میں سدّ ذرائع کے بہت سے نظائر ملتے ہیں جن میں سے ایک نظیر علامہ محمد بن اسماعیل بن صلاح (متوفی ۱۱۸۲ھ) نے بھی ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ أَيْ يَتَسَبَّبُ إِلَى شَتْمِهِمَا فَهُوَ مِنَ الْمَجَازِ الْمُرْسَلِ مِنَ اسْتِعْمَالِهِ الْمُسَبَّبَ فِي السَّبَبِ. وَقَدْ بَيَّنَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَوَابِهِ عَمَّنْ سَأَلَهُ بِقَوْلِهِ (نَعَمْ) وَفِيهِ تَحْرِيمُ التَّسَبُّبِ إِلَى أَذِيَّةِ الْوَالِدَيْنِ وَشَتْمِهِمَا وَيَأْثَمُ الْغَيْرُ بِسَبَبِهِ لَهُمَا۔ قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ: هَذَا الْحَدِيثُ أَصْلٌ فِي سدّ الذَّرَائِعِ''[۳۷]

(کسی کا اپنے والدین کو گالی دینا یعنی اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب بننا دراصل مجاز مرسل میں سے ہے (یعنی سبب بول کر مسبب مراد لیا گیا ہے) اور اسی بات کا ذکر آپ ﷺ نے "نعم" فرما کر

کیا۔اس حدیث میں اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب بننے اور ان کو اذیت دینے کی حرمت کا ذکر ہے۔ابن بطال فرماتے ہیں یہ حدیث سد ذرائع کے اصول میں اصل کا درجہ رکھتی ہے)

۱۲۔اسی طرح علامہ غلام رسول سعیدی(متوفی ۱۴۳۷ھ)سورۃ البقرۃ کی تفسیر میں سد الذرائع کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عیسائیوں کے پہلے لوگوں نے نیک انسانوں کی تصویریں اس لئے بنوائی تھیں کہ لوگ ان کی تصویروں کو دیکھ کر ان کے نیک اعمال کو یاد کریں اور ان کی طرح نیکی کرنے کی کوشش کریں اور ان کی قبروں کے پاس اللہ کی عبادت کریں، جب کافی زمانہ گزر گیا اور بعد میں لوگوں کے عقائد و اعمال میں فساد ظاہر ہوا اور بعد کے لوگ ان تصویروں کی غرض سے ناواقف ہو گئے، تو شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تمہارے آباواجداد ان تصویروں کی عبادت کرتے تھے تو نبی کریم ﷺ نے اس کے سد باب کے لئے تصویریں بنانے سے مطلقاً منع فرمادیا''[۳۸]

بطور دلیل فتح الباری سے ایک روایت بھی نقل کرتے ہیں:

''علامہ بیضاوی نے کہا ہے کہ یہود اور نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور ان کی تعظیم کے لئے ان کی قبروں کی طرف نماز پڑھتے تھے اور انہوں نے ان کی قبروں کو بت بنالیا تھا،اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس فعل سے منع فرمایا،البتہ جو شخص کسی نیک مسلمان کے قرب میں مسجد بنائے اور اس کے قرب سے برکت حاصل کرنے کا قصد کرے اور اس قبر کی تعظیم کا قصد نہ کرے اور نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے''[۳۹]

صحیح بخاری میں اس ضمن میں روایت ہے کہ:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی کسی زوجہ نے ذکر کیا کہ میں نے حبشہ کے ملک میں عیسائیوں کی ایک عبادت گاہ دیکھی ہے جس کا نام ماریہ ہے۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ حبشہ سے آئی تھیں،انہوں نے اس عبادت گاہ کی خوبصورتی اور اس کی تصویروں کو بیان کیا۔آپ نے سر اٹھا کر فرمایا: جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر ایک مسجد بنادیتے اور اس میں یہ تصویریں بنادیتے۔یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔''[۴۰]

علامہ أحمد بن إدریس(متوفی ۶۸۴ھ) اپنی کتاب الفروق أنوار البروق في أنواء الفروق میں سدّ ذرائع کے بارے میں [**اَلْفَرْقُ بَيْنَ قَاعِدَةِ مَا يُسدّ مِنْ الذَّرَائِعِ وَقَاعِدَةِ مَا لَا يُسدّ مِنْهُمَا**] کے عنوان سے ایک

مستقل باب لائے ہیں جس میں موضوع کے بارے میں قدرے تفصیل سے بحث کرتے ہوئے قرآن وسنت سے اس کی مختلف مثالیں بیان کی ہیں۔ ان تمام مثالوں سے ایک بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ سدّ ذرائع کا مقام شرعی احکام میں بہت زیادہ ہے اور اس کے ذریعے مسائل کا ایک بہت بڑا حصّہ حل کیا جاتا ہے۔ ان تمام مثالوں کے بعد ایک حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دشمن کی گواہی اس کے مخالف کے خلاف قبول نہیں کی جائے گی۔ اس لیے کہ ممکن ہے کہ وہ اپنی دشمنی کی وجہ سے اس آدمی کے خلاف جان بوجھ کر غلط گواہی دے۔ اسی طرح باپ کی گواہی بیٹے کے حق میں اور بیٹے کی گواہی اس کے باپ کے حق میں نہیں مانی جائے گی۔ اس لیے کہ اس صورت میں یہ بات عین ممکن ہے کہ رشتے کی قرابت کی وجہ سے یہ دونوں ایک دوسرے کو بچانے کی کوشش کریں گے۔ وہ فرماتے ہیں:

''قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ «لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ شَهَادَةَ خَصْمٍ وَلَا ظَنِينٍ» خَشْيَةَ الشَّهَادَةِ بِالْبَاطِلِ وَمَنَعَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ الْآبَاءِ لِلْأَبْنَاءِ وَالْعَكْسَ فَقَدْ اعْتَبَرَ الشَّرْعُ سدّ الذَّرَائِعِ''[41]

(آپ ﷺ کا فرمان لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ شَهَادَةَ خَصْمٍ وَلَا ظَنِينٍ اور باپ بیٹے کی گواہی ایک دوسرے کے حق میں قبول نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت میں سدّ ذرائع کا اعتبار کیا گیا ہے۔)

اس کے علاوہ بھی قرآن وسنت میں آیات واحادیث موجود ہیں جن میں صراحۃً یا اشارۃً سدّ ذرائع کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سدّ ذرائع اسلام کا ایک اہم شعبہ ہے جس پر اسلامی احکامات کا ایک معتد بہ حصہ منحصر ہے۔

نتائج

۱۔ جس طرح بنیادی عقائد، توحید ورسالت اور آخرت تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات میں مشترک ومتفق رہے ہیں اس طرح عام معاصی اور فواحش ومنکرات ہر شریعت ومذہب میں حرام قرار دیے گئے ہیں۔

۲۔ شرائع سابقہ میں ان کے اسباب وذرائع کو مطلقاً حرام قرار نہیں دیا گیا تھا، جب تک کہ ان کے ذریعہ کوئی جرم واقع نہ ہو جائے۔

۳۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصّلوۃ والسلام اپنے دامن میں عالمگیریت رکھتی ہے اور تاقیامت آنے والے انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خاص اہتمام یہ کیا کہ جرائم ومعاصی کی حرمت کے ساتھ ہی ان اسباب وذرائع کو بھی حرام قرار دے دیا گیا جو ان گناہوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ اس کی شریعت مطہرہ میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں جو کہ تقریباً مذاہب اربعہ میں موجود ہیں۔

۴۔سدّذرائع کے اس وسیع مفہوم میں ہمارے وہ تمام کام آتے ہیں کہ مستقبل میں پیش آنے والی کسی تکلیف یا برائی سے محفوظ رہنے کے لیے حال میں کوئی بھی پیشگی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔

شریعت کا اصل مقصد خیر کی طرف بلانا اور برائی سے بچانا ہے۔اس مقصد کے تحت اسلام نہ صرف برائی سے بچنے کا حکم دیتا ہے بلکہ ہر اس چھوٹی سے چھوٹی بات سے بھی اجتناب کا مطالبہ کرتا ہے جو خود تو اگرچہ جائز ہو لیکن ایک ممنوع امر کی طرف لے جائے۔اسی کا نام سدذرائع رکھا گیا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ قرآن وسنت سے لے کر فقہاء کرام تک سب جگہ سدذرائع کی مثالیں بکثرت موجود ہیں اور معاصر علماء حیات اجتماعی کی مشکلات کے حل کے لیے اس کی افادیت کو سامنے رکھتے ہوئے روزمرہ کے کئی مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سورة الما ئدة۵:۳

۲۔ فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب،القاموس المحیط،ج ۱، ص۲۸۷،مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع،بیروت- لبنان،۲۰۰۵ء۔

۳۔ أحمد مختار، عبد الحمید عمر ،معجم اللغة العربیة المعاصرة،ج۱،ص۸۰۹، بمساعدة فریق عمل،عالم الکتب،مصر۲۰۰۸ ء ۔

٤۔ ابن منظور،محمد بن مکرم ،لسان العرب، ج۸، ص ٩٦،الطبعة الثالثہ، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ۔

٥۔ ابن القیم،محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین ، ج۳، ص۱۱۷، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۳ھ۔

٦۔ قلعجي، محمد رواس، قنیبي،حامد صادق ،معجم لغة الفقهاء،ج۱، ص٢١٤، دار النفائس للطباعة و النشر والتوزیع۔۱۹۸۸ء ۔

۷۔ القرطبی، أبو الولید سلیمان بن خلف الأندلسي ،الإشارة في أصول الفقه،ج ۱، ص۸۰،دار الکتب العلمیة، بیروت،۲۰۰۳ ء ۔

۸۔ القرطبی، أبو الولید محمد بن أحمد بن رشد ، المقدمات الممهدات،ج۲، ص۳۹،دارالغرب الإسلامي، بیروت-لبنان،۱۹۸۸ ء

۹۔ ابن العربی،محمد بن عبد الله أبو بکر، أحکام القرآن،ج ۲، ص۳۳۱، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان،۲۰۰۳ ء ۔

۱۰۔ ابن تیمیة،تقي الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم الحراني، الفتاوی الکبری لابن تیمیة، ج٦، ص۱۷۲، دار الکتب العلمیة، ۱۹۸۷ء

۱۱۔ الشاطبی، إبراهیم بن موسی ،الموافقات،ج ٥ ، ص٤٤١، دار ابن عفان،۱۹۹۷ ء

۱۲۔ عبدالکریم زیدان، الوجیز فی اصول الفقہ،ص۲۴۵ ، موسسۃ قرطبہ،قاہرہ،مصر،۱۹٤٦ء

۱۳۔ د۔وھبۃ الزحیلی ، الوجیز فی اصول الفقہ، ص ۱۰۸، دارالفکر دمشق،۱۹۹۹ء

١٤۔ ایضاً۔

۱٥۔ ایضاً۔

۱٦۔ القرافي،شهاب الدین أحمد بن إدریس،الفروق أنوار البروق في أنواء الفروق، ج ۳،ص۲۷٤،عالم الکتب، مصر،سن۔

۱۷۔ ایضاً ج۲ ،ص۳۳۔

۱۸۔ سورة الحج۲۲: ۷۸۔

۱۹۔ ابن قیم،إعلام الموقعین ،ج۳،ص۱۰۸۔

۲۰۔ ایضاً ج ۱،ص۵۷۔

۲۱۔ ایضاً ج۳ ، ص۱۰۹۔

۲۲ ۔ صالح بن عوّاد بن صالح المغامسي، سلسلة محاسن التأویل، ج٥٧،ص١٧،مصدر الکتاب: دروس

صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلاميةhttp://www.islamweb.net۔
۲۳ ۔ د۔وهبة الزحيلي، التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج، ج ١٦ ،ص١٠ ،دار الفكر المعاصر، دمشق، ١٤١٨ه۔
۲٤ ۔ قرطبی، علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی،الجامع الاحکام القرآن، ج۲، ص۵۷، مطبع انتشارات ناصر خسرو، ایران،۱۳۷۸ھ۔
۲۵ ۔ د۔وهبۃ الزحیلی،الوجیز ، ص ١٠٨ ۔
۲٦ ۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، تبیان القرآن، ج۱، ص۴۷۴،فرید بک اسٹال ، لاہور، الطبع العاشر،۱۴۳۱ھ۔
۲۷ ۔ مفتی محمدشفیع، معارف القرآن، ملخصاً ج۱،ص۲۸۰،ادارۃالمعارف کراچی، ۱۴۰۰ھ۔
۲۸۔ قرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري، الجامع لأحكام القرآن (تفسير القرطبي)، ج ١، ص٣٠٤،دار الكتب المصرية، القاهرة، ١٩٦٤ء
۲۹۔ مجموعة من العلماء بإشراف مجمع البحوث الإسلامية بالأزهر،التفسير الوسيط للقرآن الكريم، ج٣، ص١٣٠٥ه، الهيئة العامة لشئون المطابع الأميرية، ١٩٧٣ ء
۳۰۔ بانی بتی،محمد ثناء الله،التفسير المظهري، ج ١،ص٥٧ ،مكتبة الرشدية ، الباكستان، ١٤١٢ هـ
۳۱۔ أبو القاسم، محمد بن أحمد بن محمد ابن جزي ، التسهيل لعلوم التنزيل، ج ٢،ص٢٩٧، شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم ،بيروت، ١٤١٦ هـ۔
۳۲۔ ابن رجب، زين الدين عبد الرحمن بن أحمد ، روائع التفسير (الجامع لتفسير الإمام ابن رجب الحنبلي)، ج١، ص١٤٥، دار العاصمة - المملكة العربية السعودية ،٢٠٠١ ء
۳۳۔ ابن عاشور،محمد الطاہربن محمد ،التحرير والتنوير، ج ٣ ،ص١٩٦،الدار التونيسيہ للنشر،تیونس، ۱۹۸۴ء
۳٤۔ ایضاً ج ٧،ص٤٣١۔
۳۵۔ عسقلاني،أحمد بن علي بن حجر ،فتح الباري ، ج ٥،ص٦١،دار المعرفة ، بيروت،١٣٧٩ھ۔
۳٦۔ ایضاً ج ٩،ص٣٣٨۔
۳۷۔ صنعانی، محمد بن إسماعيل الكحلاني، سبل السلام،ج٢،ص٦٣٥ ، دار الحديث،سن۔
۳۸ ۔ سعیدی، تبیان القرآن، ج۱،ص ۴۷۴۔
۳۹ ۔ عسقلانی، فتح الباری، ج۱، ص۵۲۵،مطبوعہ دارالنشر الکتب الاسلامیہ، لاہور،۱۴۰۱ھ۔
٤۰۔ بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح ، ج۱، ص ۱۷۹، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ،۱۳۸۱ ھ۔
٤۱ ۔ القرافي،الفروق ، ج۳، ص۲۷٤۔

ی ش

تنگ دست کو مہلت دینے کی فضیلت

قَالَ رَسُول اللہ ﷺ

مَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔

(جو کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا کرے گا۔)

(الجامع الصحیح المسلم: ۲۶۹۹)